© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ دین ہے جسے اُس نے انسانوں کو دنیوی و اخروی کامیاب زندگی گزارنے کے لئے منتخب فرمایا۔ اس دین نے انسانوں کو ایسے بنیادی اصول و عقائد عطا کئے جن پر ایمان کے بعد ان میں عمل کی لامتناہی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ اللہ کے سامنے جھک جاتے ہیں اور کائنات ان کے سامنے جھکی رہتی ہے۔ اگر ہم فکر و نظر سے کام لیں تو یہ بات کھل کر ہمارے سامنے آجائے گی کہ دین اسلام ایمان و عمل صالح " کا پیامبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں قرآن مجید بار بار ایمان و عمل صالح کی تلقین کرتا رہتا ہے: صراط مستقیم" جس پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا ہر مسلمان اپنی نماز میں مانگتا ہے۔ ایمان و عمل صالح کا نتیجہ ہے۔ اسلام انسانوں کی تخلیق کی غرض اعلیٰ اور بنیادی مقصد عبادت بتاتا ہے اور ایمان و عمل صالح عبادت کے اجزاء ہیں۔ ایمان ہمیں مقصدیت و معنویت کی عظیم قوتیں بخشتا ہے اور عمل صالح اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کی جد و جہد کا نام ہے۔ ہمارے ایمان میں جس قدر ثبات و پختگی ہوگی۔ ہمارا عمل اسی قدر صالح تر ہوتا جائے گا۔ یہاں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ ایمان کی عطا کردہ مقصدیت و معنویت کے بغیر کوئی عمل صالح نہیں ہوتا۔ جن عقائد و اصول پر ہمارا ایمان ہے اور جو ہماری زندگی کا مقصد معین کرتے ہیں، ان پر قائم رہنا ان کی سربلندی کے لئے جد و جہد کرنا، انہیں دیگر مقاصد پر غالب کر کے مقبول عام بنانا، نیز وقتاً فوقتاً بدلنے والے حالات میں عظیم مقصد کو باقی رکھنے کے لئے مناسب اقدامات کرنا عمل صالح ہے۔

قرآن مجید از اوّل تا آخر ایمان و عمل صالح یعنی صراطِ مستقیم کی تفسیر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی حیاتِ طیبہ یا سنت واسوہ، ایمان و عمل صالح کا عدیم النظیر اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک سائل نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات پر روشنی ڈالیں تو حضرت ام المومنینؓ نے اس سے دریافت کیا: "کیا تم قرآن مجید نہیں پڑھا کرتے؟" اور سائل کے اس جواب پر کہ 'میں قرآن تو پڑھتا ہوں' انھوں نے کہا: "آپؐ کے اخلاق و عادات کا مجموعہ قرآن مجید ہے۔"

عربی زبان میں صلاح ضد ہے فساد کی، اسی طرح "مفسد" کے بالمقابل لفظ "مصلح" ہے، "صالحات" کا نقیض "سیئات" آتا ہے، صالح سے مراد مناسب، موزوں، درست اور ٹھیک ہے۔ عموماً ہمارے ہاں "صالح" کا ترجمہ نیک اور اچھا کیا جاتا ہے اس لئے کہ اچھا اور نیک وہی ہوتا ہے جس میں توازن و تناسب ہو۔ اگر کوئی لباس کسی شخص پر مناسب اور فٹ ہونے کی وجہ سے اس پر جچ رہا ہے تو وہ لباس "صالح" ہے، اسی طرح ایک عمل جو اپنے مقصد کے لئے مفید و موزوں ہے عمل صالح ہے۔ اگر ایک کاشت کار مناسب وقت پر زمین میں ہل چلاتا، تخم ریزی کرتا اور کھیتوں کو سیراب کرتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی صالح ہے۔ صالح اعمال کی قرآن مجید میں کوئی فہرست نہیں، انسانوں کی رہنمائی کے لئے قرآن مجید کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ انہیں ہر ہر قدم پر ہدایات جاری کرتا رہے، وہ بنیادی مقاصد کے حصول کی تعلیم دیتا ہے اور محل و موقع اور حالات کو دیکھ کر مناسب اقدام کرنے کے لئے عقل استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ جو لوگ عقل کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھاتے انہیں وہ حیوانات کے زمرہ میں داخل کر دیتا ہے اور نتیجتہً وہ غیر صالح اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں۔

قرآن مجید ایمان کے ذریعہ مومنوں کی پوری زندگی کو بامقصد بناتا ہے، بے مقصد زندگی نہ صراطِ مستقیم سے واسطہ رکھتی ہے نہ عمل صالح سے۔ اس کے برخلاف مقصد کے حصول کے لئے بے قرار، مقصد کی دھن میں سرشار، مومن کو بظاہر مختلف موقعوں پر مختلف اقدام کرتا ہے لیکن اس کے وہ تمام اقدامات بہرحال عملِ صالح بن جاتے ہیں، کبھی زندگی کو بچانا عمل صالح ہوتا ہے اور کبھی سر دینے کے لئے بیتاب ہو جانا، کبھی درخت لگانا عمل صالح ہوتا ہے اور کبھی درختوں کو کاٹ ڈالنا، کبھی نرمی عمل صالح ہوتی ہے اور کبھی گرمی۔ رسول اللہؐ کی زندگی اور آپؐ کی سنت میں عمل صالح کا بیش بہا خزانہ ہے اور پھر جن لوگوں نے احسان کرتے ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپؐ کا اتباع کیا اور کامیاب ہوئے۔ ان کے ہاں بھی عمل صالح کے نمونے موجود ہیں۔ آج اگر ہم مسلمانوں کو اپنے اپنے ممالک میں اور عالم اسلام کو بین الاسلامی پیمانے پر کامیاب اسلامی زندگی گزارنا ہے تو سب سے پہلے اپنے سامنے اسلامی مقصد کو متعین کرنا چاہیئے اور پھر اپنے تمام اعمال اور ساری توجہ اس مقصد تک پہنچنے کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔

مومن کا مقصود و مطلوب اعلاء کلمۃ الحق یعنی اللہ کا بول بالا کرنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ایمان کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے ایمان کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اور اوامر و نواہی نافذ کر کے ایسا معاشرہ بن جس میں خیر و صلاح اور عوام کی فلاح و بہبود کا غلبہ رہے، شر اور فتنہ و فساد سر نہ اٹھانے پائے، ملک میں امن و امان قائم ہو اور بدنظمی، فساد فی الارض کا خاتمہ ہو جائے۔ عدل و انصاف کا دَور دورہ ہو اور ظلم ا بے اعتدالی کا سدّباب ہو، اللہ کی عظمت و وحدت کے سایے میں انسانیت وحدت و مساوات سے متمتع ہوتی رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہی مقصد تھا۔ آپؐ نے نہایت کامیابی ایک اسلامی معاشرہ کی تشکیل فرمائی۔ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ اور اعلیٰ نمونہ چھوڑ کر ہماری رہنما کی۔ ہمیں یقین ہے کہ روئے زمین پر کوئی اسلامی معاشرہ رسول اللہؐ کی سنت کا اتباع کئے بغیر وجو میں نہیں آسکتا۔ رسول اللہؐ کی سیرت میں ایک طرف تو اللہ پر کامل ایمان کے ساتھ اللہ کے احکام کی پو پوری اتباع ہے دوسری طرف اس مقصود کے حصول اور اس کی حفاظت و بقا کے لئے زمانہ کے تقاضے اور بدلتے ہوئے حالات میں مناسب و موزوں اقدامات ہیں۔ ایمان کے تقاضوں کے مطابق مناسب و موزوں کارروائی کرنے کا نام ہی عمل صالح ہے۔

آئیے عمل صالح کے اس مفہوم کو سامنے رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے ا ورق کا مطالعہ کیا جائے تاکہ عمل صالح کی افادیت عملی زندگی میں مشہود و محسوس ہو کر سامنے آجائے

غزوۂ خندق کی تیاری ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کی مجموعی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ ہے۔ وہ د اور بیرونی خطرات میں اس طرح گھرے ہوئے ہیں کہ انہیں اپنے عقائد اور اپنی جانیں بچانا مشکل نظر آ دشمنوں کی فوجیں دس ہزار سے زائد لشکریوں کے ساتھ متحدہ حملہ کے لئے آگے بڑھ رہی ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقصد وحید مسلمانوں کو نیست و نابود کر کے اسلام کا نام و نشان مٹا دینا، ان کے گھر بار اور مال و جائداد کو لوٹ لینا ہے۔ اس نازک موقع پر رسول اللہ مسلمانوں کو جمع کر کے مدینہ کے دفاع کے متعلق ان سے مشورہ فرماتے ہیں۔ حدود دار لعبہ کے معائنہ کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے شمالی حصہ کے بقیہ تمام اطراف گھنے باغ اور پہاڑوں جیسے قدرتی قلعوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ صرف شمالی حصہ میں مناسب احتیاطی تدابیر کرنے کی ضرورت ہے، اسی مجلس شوریٰ میں حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایران میں ایسے موقعہ پر حملوں سے بچنے کے لئے خندقیں کھودی جاتی ہیں، فوراً خندقیں کھودنے کی تجویز پر عمل کیا جاتا ہے۔ مختلف جماعتوں میں خندق کی لمبائی کے تناسب سے برابر برابر حصے تقسیم کئے جاتے ہیں، خود رسول اللہ بھی ان میں سے ایک فرد کی طرح خندق کی کھدائی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ سب نے دن رات کی مسلسل محنت سے لشکر کفار کی آمد سے قبل ہی کھدائی کا کام ختم کر لیا، اور جب کفار کا لشکر وہاں پہنچا تو اس گہری خندق کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ ان کی فوج کے کہنہ مشق سردار مدینہ کے دفاع کی یہ صورت دیکھ کر بول اٹھے کہ یہ تدبیر عربوں میں تو مروج نہ تھی: اے محمدؐ! تمہیں یہ چال کہاں سے معلوم ہو گئی؟!

خندق کے پار کفار کا محاصرہ شدت اختیار کر رہا ہے۔ یہودی گھر کے بھیدی دشمن سے مل گئے۔ مسلمانوں پر کفار کا دباؤ بڑھ گیا۔ آپؐ نے حالات کے مطابق فیصلہ کیا کہ کفار کی جماعتوں میں انتشار پیدا کیا جائے اور اس سلسلہ میں قبیلہ غطفان اور اس کے ساتھیوں کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی، قریشیوں سے توڑ لیا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے غطفان کے کمانڈروں (عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف) کو پیش کش کی کہ وہ مدینہ کی پیداوار کا تہائی لے کر اپنی جماعتوں کو واپس لے جائیں، معاملہ طے پا گیا۔ معاہدہ ضبط تحریر میں لایا گیا، گواہ بنانے اور دستخط ثبت کرنے سے پہلے آپؐ نے انصار کے دو سرداروں سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ کو مشورہ کے لئے بلا بھیجا، دونوں نے ماجرا سننے کے بعد دریافت کیا: "یا رسول اللہ! کیا یہ آپؐ کا پسندیدہ حل ہے جسے ہمیں قبول کر لینا چاہیئے؟ یا کوئی اللہ کی طرف سے حکم آیا ہے جس سے سرتابی کی مجال نہیں، یا پھر ہمارے بھلے کے لئے آپؐ نے یہ اقدام کیا ہے"؟ آپؐ نے فرمایا: "عربوں کی متحدہ طاقت تمہارے خلاف جمع ہے اس طاقت کو توڑنے کے لئے میں نے یہ عارضی حل تمہارے بھلے کے لئے سوچا ہے۔" وہ بولے: حضورؐ! جاہلیت میں جب ہم مشرک تھے یہ ہم سے مہمانی یا خریداری کے سوا ایک کھجور کھانے کا بھی خواب نہیں دیکھ سکتے تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب ہم اسلام سے مشرف ہو چکے ہیں ہمیں اس پیشکش کی کیا ضرورت ہے ؟ ہمارے پاس ان کے لئے
تلوار ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جیسے تمہاری مرضی" یہ سنتے ہی حضرت سعدؓ نے عہد نامے کی تحریر مٹادی۔

—— اسی غزوہ میں آپؐ نے غروب آفتاب کے بعد نماز ظہر و عصر ادا فرمائی —— اسی غزوہ میں
کرنے والے مشرک قبائل میں سے قبیلہ اشجع کے ایک صحابی نعیم بن مسعود اشجعی حضورؐ کی خدمت میں
اور کہا: "میں مسلمان ہوں۔ میرے قبیلہ والوں کو میرے اسلام قبول کر لینے کا علم نہیں۔ مجھے کسی خدمت کا
دیجیئے۔" آپؐ نے فرمایا: "جنگ دشمن کو غلط فہمی میں ڈالنے اور اس کے ساتھ چالبازی کا نام ہے، تم ہمارے ایک فرد ہو،
جتنا تم سے ممکن ہو ہم سے (ان کے دباؤ کو) دُور کرنے کی کوشش کرو۔" اور انھوں نے اپنی حکمتِ عملی سے
کے لشکر کی مختلف جماعتوں میں بے اعتمادی پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے سے بدظن اور بددل کر دیا۔

—— اسی غزوہ میں رسول اللہؐ نے مشرکین کی جاسوسی کرنے کے لئے سخت ترین سرد رات میں حذیفہ بن
یمان کو بھیجا جنہوں نے دشمن کے کیمپ میں پہنچ کر ان کے آپس کے انتشار اور آئندہ منصوبوں اور ارادوں کا پتہ
لگایا۔ کہتے ہیں کہ ان کے کیمپ میں پہنچنے پر ابوسفیان کو اپنے مخبروں سے علم ہو گیا کہ کوئی اجنبی کیمپ میں داخل
ہو گیا ہے، اس نے اعلان کرایا کہ ہر ایک اپنے ساتھی کو پہچانے تاکہ اجنبی پکڑا جائے۔ اس اعلان کو سنتے ہی
نہایت پھرتی اور ہوشیاری سے حذیفہ نے اپنے ساتھی کے سوال کرنے سے پہلے ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے
پوچھا کہ تُو کون ہے ؟

یہ ہیں کچھ سبق آموز مثالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، آپؐ کی سنت اور اعمال صالحہ
کی۔ قابل غور امر یہ ہے کہ کس طرح رسول اللہؐ ایمان اور اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے ہر مفید اقدام کرنے
کے لئے بے قرار رہتے تھے، اگر آج ہمارے اندر ایمان کی حلاوت، اسلامی اقدار کی محبت پیدا ہو جائے تو ہم
بھی اس دولت کی حفاظت کے لئے مناسب اقدام اور عمل صالح کرنے لگ جائیں، ہماری جملہ کمزوریوں اور
بیماریوں کا علاج ایمان اور عمل صالح میں مضمر ہے۔ آج بھی ماضی کی طرح ہماری انفرادی، ملکی اور بین الاسلامی
قوتوں کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ جب تک ہم اپنی محبت و وفاداری اور عداوت و مخالفت کا
معیار، اللہ پر ایمان اور اسلامی اصولوں پر عمل نہیں بنائیں گے، نہ تو ہماری انفرادی اصلاح ممکن ہے نہ
اجتماعی فوز و فلاح کی امید کی جا سکتی ہے۔ سوچیئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ الحب للہ والبغض للہ کو چھوڑنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یں ایمانی مقصدیت اور اصول پسندی کا جذبہ پیدا ہو جائے، اور جب مقصدیت نہ ہو تو
تصور کب ممکن ہے؟

کی رسالت و وحی سے سرفراز ہوتے ہوئے بھی مفادِ عامہ، ملکی معاملات، سیاسی
ور میں آپؐ کی سنت شوریٰ تھی۔ آپؐ نہ صرف دوسروں کی رائے پر عمل کرتے بلکہ اپنی رائے پر
ں کی رائے کو جس میں ہمت و عزیمت ہوتی اور حالات کے تقاضوں کے مطابق بہتر حل
ںندم کر دیتے تھے۔

ملکی اور بین الاسلامی پیمانے پر مسلمانوں کو بہت سے حل طلب مسائل درپیش ہیں۔ اندرون
اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی مسائل، اور بیرون ملک بین الاسلامی مسائل مثلاً
می کا اتحاد، اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ، مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کے ضمن کشمیر،
برص اور اریٹیریا جیسے پیچیدہ مسائل ہمارے آگے ہیں اور ان تمام مسائل کا حل ایمان کی پختگی
لح پر موقوف ہے۔ آج کی مجلس میں ہم ایمان و عمل صالح کی روشنی میں اپنے وقت کے دو اہم
تنصر حل پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ واللہ المعین۔

یمی مسئلہ قوموں کی تعمیر میں تعلیم و تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ تعلیم کے مقصد
کے ماتحت ہی آئندہ نسلیں ترقی کر سکتی ہیں۔ اسلام میں تعلیم کا مقصد ہے
، توحید سے واقفیت اور قرآن مجید کی تعلیم کے ذریعہ احکاماتِ الٰہی کا اتباع، اسلامی
خات اور انسانی وحدت و مساوات کا قیام، ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل جس میں خیر و
لب اور شر و منکر مغلوب ہو۔ اس سلسلہ میں اسلام انسانوں کی ان صلاحیتوں کو نشو و نما
ان کو اپنے مقصد سے قریب سے قریب تر لے جاتی ہیں اور مخالف قوتوں پر قدغن لگاتا ہے۔
قصد خلا میں نہیں بلکہ اسی مادی دنیا میں حاصل کرنا ہوگا کیونکہ اسی پر اخروی سعادت کا دار و
ئندہ نسلوں میں اسلامی تعلیمات سے شغف پیدا کرنے اور انہیں نافذ و سربلند کرنے کے لئے
کہ ابتداءً میٹرک یعنی سیکنڈری سرٹیفکیٹ کورس تک قرآن مجید کو عربی میں سمجھ کر پڑھنے کی
بدا کی جائے اور پھر اعلیٰ تعلیم کے دوران قرآن مجید کی آیات میں غور و فکر کرنے کی عادت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈالی جائے، یہی تعلیم وہ سنگِ تاسیس بن سکتی ہے جس پر بعد میں بین الاسلامی اتحاد و تعاون کی عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے۔ مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی محبت پیدا کئے بغیر آئندہ نسلیں ہماری تمناؤں کے مطابق معاشرے کو اسلامی نہیں بنا سکتیں اور مجالس قانون ساز میں قرآن وسنت کے خلاف کسی قانون کو بننے سے روک سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ہمیں اپنے حالات اور تقاضوں کے ماتحت ان سارے اسباب و ذرائع کو کام میں لانا ہے جو نئے علوم و فنون کی تحصیل کے لئے ضروری ہیں۔ طلبہ میں اسلامی مقصد کے حصول کی محبت اس درجہ پیدا کی جائے کہ وہ جذبۂ تحقیق و مسابقت سے سرشار ہو کر پورے انہماک اور انتھک محنت سے ماضی کے تعلیمی خلا کو پُر کرنے کے بعد نہ صرف موجودہ علوم و فنون کی ترقیوں تک پہنچ جائیں بلکہ اپنی معاصر اقوام سے آگے بڑھ کر زمام قیادت بھی سنبھال لیں۔

(۲) اتحادِ عالمِ اسلامی

دنیا کے گوشے گوشے میں مسلمانوں پر مظالم روکنے اور اسلامی اقتدار بلند کرنے کے لئے اتحاد عالم اسلامی نہ صرف ضروری ہے بلکہ حکم الٰہی کے بموجب فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہاں دو مسلمان رہیں وہ اپنی اجتماعی زندگی برقرار رکھنے اور نظام پیدا کرنے کے لئے اپنے میں سے ایک کو امام منتخب کر لیں، اسی طرح آپؐ نے "انما المومنون اخوۃ" کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن ایک دوسرے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتے وہ جہاں کہیں ہوں ایک ہی تنظیم و تحریک اور ایک ہی عمارت کے اعضاء و اجزاء ہیں، ان میں سے ایک کی تکلیف بھی تمام عالمِ اسلامی کی تکلیف ہے۔ قرآن مجید مسلمانوں میں جذبۂ اتحاد و تعاون پیدا کرنے پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے کہ: "اگر تم نے ایسا نہ کیا تو دنیا میں بڑا فتنہ و فساد رونما ہو جائے گا" (۸/۷۳)۔ آج عالمِ اسلامی کو جو مشکلات درپیش ہیں کیا وہ اس آیت کریمہ کی تفسیر نہیں ؟ !

آج تمام اسلامی مملکتوں اور دنیا میں جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادیاں ہیں ان سب کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر ایمان اور اسلامی اقدار کی محبت پوری قوت سے پیدا کریں اور اپنے حالات و ظروف کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے اپنی قوتوں کو جمع کریں اور پھر عالمی اتحاد کے حصول کی کوشش کریں۔ اس وقت مسلم ممالک اور مسلم آبادیاں مختلف معاہدوں اور قوتوں کے زیر اثر تمام دنیا میں ایک دوسرے سے الگ تھلگ منتشر ہیں موجودہ حالات میں ان سب کا ایک حکومت بننا اور ایک خلیفہ کے تحت آجانا ممکن نظر نہیں آتا، اتحا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عالمِ اسلامی کے لئے "عملِ صالح" یہی ہو گا کہ مسلمان مملکتیں اور ہر ہر ملک کی منتشر آبادیاں جداگانہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں اپنی اپنی تنظیمیں بنائیں، اپنے اپنے نمائندے منتخب کریں، یہ تمام نمائندے ایک بین الاسلامی جمعیت وجود میں لائیں، جس کا ایک مرکزی دفتر — ہماری رائے کے مطابق — مکّہ مکرمہ میں قائم کیا جائے۔

یہ بین الاسلامی جمعیت تعلیمی، ثقافتی، تجارتی، صنعتی، فوجی، سیاسی، الغرض تمام باہمی تعاون کے مسائل کا جائزہ لے اور حالات کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو تمام بیرونی اور غیر اسلامی اثرات سے پاک کرنے کے بعد صرف اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایک طرف مسلمانوں کی مشکلات کو آسان کرنے اور دوسری طرف بین الاقوامی امن و عدل قائم کرنے میں کوشاں رہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس بین الاسلامی جمعیت کے لئے قرآن مجید کی تعلیمات اور عربی زبان اتحاد کی وہ پائدار اساس فراہم کریں گے جن کی مدد سے یہ ادارہ بہت جلد دنیا کی ایک ایسی تیسری طاقت بن جائے گا جسے بین الاقوامی میزان میں یقینی طور پر فیصلہ کن حیثیت حاصل ہو گی۔

جس دن ہم ان اسلام دشمن قوتوں کی مخالفت کرتے ہوئے جو وحدتِ اسلامی کے خواب کو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دینے کی قسم کھائے بیٹھی ہیں ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنے مسائل خود حل کرنے کا تہیّہ کر لیں گے۔ ہماری کوئی مشکل باقی نہیں رہے گی۔ مقامِ شکر ہے کہ گزشتہ ماہ تاریخ میں پہلی بار عالمِ اسلامی کے ۲۶ مسلم سربراہوں نے رباط میں جمع ہو کر اپنے مسائل حل کرنے پر توجہ دی ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ نقشِ اول معرضِ وجود میں آیا، ہمیں امید ہے کہ اگر اسلام دشمن قوتیں اپنا دباؤ ڈال کر ہمیں ہراساں نہ کر سکیں اور پیروانِ اسلام خود استقامت کے ساتھ اپنی لغزشوں کی اصلاح کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تو وہ دن دور نہیں جب اسلام اپنی توحید اور انسانی مساوات پر مبنی پاکیزہ تعلیمات کی بدولت اپنے پیروؤں میں نئی روح پھونک سکے گا اور سارے عالم میں ایک بار پھر انہیں سربلند دیکھ لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

© rasailojaraid.com